الہامی مذاہب میں غلوفی الدین کے مطالعے میں قرآنی تعلیمات

Quranic Principles Regarding Extremism in Inspirational Religions

Hafiz Saif ur Rehman
Ph.D. Research Scholar, Department of Interfaith Studies
Allama Iqbal Open University, Islamabad
Email: Saifurrehman5583@gmail.com
Hafiza Sundas Zaman
Ph.D. Research Scholar, Department of Interfaith Studies, Allama Iqbal Open University, Islamabad
Email: Sundaszaman08@gmail.com

ABSTRACT
The topic of religious extremism is important in the field of theology, where academics, policymakers, and the general public all have an interest. This article's goal is to analyze religious extremism's tenets and consequences in the context of what the Quran says. Quranic verses explicitly highlight a number of important topics, including justice, fairness, kindness, peace, security, unity, and ethical ideals. These lessons undercut the core of religious extremism, which fuels severe bigotry, fanaticism, and violence among its leaders and adherents.
Religious fanaticism gives a misleading understanding of Islamic teachings and distorts the genuine meaning. Islamic teachings often condemn religious fanaticism and promote justice, kindness, peace, security, unity, and other moral values.
Keywords: religious extremism, Quranic teachings, justice, fairness, kindness, peace, security, unity, ethical principles, interpretation, Islam, societal system

تعارف

قرآن کریم میں مذکورالہامی مذاہب؛یہودیت ،عیساعیت اور اسلام میں غلوفی الدین کے حوالے سے جن جہات کاذکر کیاہے ان کامطالعہ کیاجائے گااور غلوفی الدین کے وہ کون سے پہلوہیں جن کو قرآن مجید نے غلوفی الدین کہا ہے ان پہلوؤں کابھی مطالعہ کیاجائے گا۔

قرآن کریم کی خاص اصطلاح "غلوفی الدین "کامطالعہ کرنے سے معلوم ہوتاہے کہ دین ایک ہی ہے اور وہ "اسلام" ہیں جبکہ شرائع مختلف ہیں۔اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کو مختلف علاقوں کی طرف الگ الگ شریعت دے کر بھیجا۔دین کاایک معنی شریعت اور نظام قانون ہے۔اس حوالے سے اللہ تعالیٰ نے یہودیت کی پوری تاریخ اور انبیاء کرام کا ذکر کیاہے۔جیسے حضرت عیسی بنی اسرائیل میں آئے لیکن بعد میں نصاریٰ نے ان کے نام سے دین بنایا۔رسول اللہ ﷺ کو دین حنیف دے کر بھیجا آپ ﷺ نے اس دین کی تکمیل فرمائی۔آپ ﷺ نے قرآن وسنت پر مبنی دین کو اصل کہا

اور اس کے علاوہ بدعات اور انتہا پسندی والے افعال کو دین سے لا تعلق بتایا جبکہ چودہ صدیوں بعد لوگوں نے اس میں بدعات شامل کی اور دین میں غلو کیا۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ شریعت محمدی ﷺ کا اس پس منظر میں مطالعہ کرکے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان "وما جعل علیکم فی الدین من حرج" کو واضح کیا جائے۔

سابقہ تحقیقات کا جائزہ

اس موضوع پر قدیم اور معاصر مسلم مفکرین کی طرف سے متعدد تحقیقات سامنے آئی ہیں۔ اس اہم موضوع پر کافی آرٹیکل اور کتب لکھی گئی ہے جس میں دار العلوم مسیح الامت، بنگلور۔انڈیا کے مہتمم مفتی شعیب اللہ مفتاحی کی کتاب غلو فی الدین کی حقیقت واسباب اور محمد امجد عبد الرحمن کا آرٹیکل نمایاں ہیں۔ ان تمام آرٹیکل اور کتب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ سابقہ تمام کام دین اسلام میں غلو کے حوالے سے ہے۔ جبکہ اس آرٹیکل میں ہم دیگر الہامی مذاہب ؛یہودیت، عیسائیت اور اسلام میں غلو فی الدین کی صورتیں، اور ان کا دین اسلام کے ساتھ تقابل، مفسرین اور فقہاء کرام کا نقطہ نظر بھی واضح کرکے اس کو ایک ریسرچ آرٹیکل کی صورت میں ترتیب دیا گیا ہے۔ مصادر اصلیہ سے استفادے اور انحصار اس وجہ سے ہے کہ اس تحقیق کا مقصد قدیم عربی متون سے اصل اسباب کی تلاش ہے نیز یہ کہ مستشرقین کا ماخذ قدیم متون ہی ہیں جن سے اخذ شدہ عبارات کو انہوں نے خود ساختہ مفہوم کا جامہ پہنایا ہے لہٰذا کوشش ہوگی کہ مصادر اصلیہ تک بحث کو محدود رکھا جائے۔

غلو کی لغوی تعریف:

معناه: الارتفاع في الشيء وتجاوز الحد فيه[1]

(کسی چیز کی بلندی اور اس میں حد سے بڑھ جانا)

جوہري فرماتے ہیں:وغلا في الأمر يغلو غلواً، أي:جاوز فيه الحد[2]"

(اور وہ اس معاملے میں انتہا پر چلا گیا، یعنی حد سے آگے نکل گیا)۔

ابن منظور فرماتے ہیں:"أَصلُ الغَلاء الارتفاعُ ومُجاوَزة القَدْرِ في كلِّ شيء, وغلا في الدين والأمر يغلو غلواً: جاوز حده[3]"

(غلاء کی اصل ہے کہ مبالغہ آرائی، اور ہر چیز میں مقررہ حد سے تجاوز کرنا، اور دین اور معاملات میں حد سے تجاوز کرنا، حد سے تجاوز کرنا)

اسی طرح غالی / مہنگی اشیاء بھی اسی لفظ غلو سے نکلے ہیں۔ کیونکہ ان اشیاء کی قیمت بھی بازار کی عام نرخ سے بڑھ کر ہوتی ہے۔ [4]

غلو کی اصطلاحی تعریف:

علماء نے غلو کی تمام لغوی تعریفوں کو سامنے رکھ کر اس کی اصطلاحی تعریف یوں کی ہے کہ "غلو" عقائد، الفاظ یا اعمال کے ذریعے مذہب میں حدِ مشروع سے تجاوز کرنا ہے۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ :قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَدَاةَ الْعَقَبَةِ وَهُوَ عَلَى رَاحِلَتِهِ:" هَاتِ الْقُطْ لِي، فَلَقَطْتُ لَهُ حَصَيَاتٍ هُنَّ حَصَى الْخَذْفِ فَلَمَّا وَضَعْتُهُنَّ فِي يَدِهِ، قَالَ: بِأَمْثَالِ هَؤُلَاءِ وَإِيَّاكُمْ وَالْغُلُوَّ فِي الدِّينِ، فَإِنَّمَا أَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمُ الْغُلُوُّ فِي الدِّينِ[5]."

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عقبہ کی صبح مجھ سے فرمایا: اور آپ اپنی سواری پر تھے کہ "میرے لیے کنکریاں چن دو"۔ تو میں نے آپ کے لیے کنکریاں چنیں جو چھوٹی چھوٹی تھیں کہ چٹکی میں آسکتی تھیں جب میں نے آپ کے ہاتھ میں انہیں رکھا تو آپ نے فرمایا" :ایسی ہی ہونی چاہئے، اور تم اپنے آپ کو دین میں غلو سے بچاؤ۔ کیونکہ تم سے پہلے لوگوں کو ان کے دین میں غلو ہی نے ہلاک کر دیا ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ غلو کا مطلب ہے کسی چیز کی تعریف میں یا مذمت میں حد سے بڑھ جانا ہے،

ابو بکر الجصاص نے کہا:"حق کی حد سے تجاوز کرنا ہے"۔

ابن حجر نے کہا:"کسی چیز میں مبالغہ آرائی کرنا اور اس پر زور دے کر حد سے بڑھ جانا ہے"۔

غلو کے مترادفات:

احادیث میں غلو کے مترادفات بیان ہوئے ہیں:

1۔التعمّق: کسی معاملے میں گہرائی سے غور کرنے کو کہا جاتا ہے، کیونکہ جو کسی معاملے میں مبالغہ آرائی کرنے والا اس میں سختی کرنے والا اور زیادہ سے زیادہ ہدف کو تلاش کرنے والا ہوتا ہے"[11]۔

جیسے حدیث میں آتا ہے

عن انس رضي الله عنه، قال:" واصل النبي صلى الله عليه وسلم آخر الشهر، وواصل اناس من الناس، فبلغ النبي صلى الله عليه وسلم، فقال: لو مد بي الشهر لواصلت وصالا يدع المتعمقون تعمقهم إني لست مثلكم، إني اظل يطعمني ربي ويسقين"، قال النووي:"الْمُتَعَمِّقُونَ: الْمُشَدِّدُونَ فِي الْأُمُورِ، الْمُجَاوِزُونَ الْحُدُودَ فِي قَوْلٍ أَوْ فِعْلٍ"[6]

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کے آخری دنوں میں صوم وصال رکھا تو بعض صحابہ نے بھی صوم وصال رکھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر اس مہینے کے دن اور بڑھ جاتے تو میں اتنے دن متواتر وصال کرتا کہ ہوس کرنے والے اپنی ہوس چھوڑ

دیتے، میں تم لوگوں جیسا نہیں ہوں۔ میں اس طرح دن گزارتا ہوں کہ میرا رب مجھے کھلاتا پلاتا ہے۔[12]۔ علامہ نووی فرماتے ہیں: الْمُتَعَمِّقُونَ": وہ لوگ جو معاملات میں سخت ہیں، اور قول و فعل میں حد سے گزر جانے والے ہیں۔"

2۔ **التنطّع**: اس کیا مطلب تکلّف ہے یعنی استطاعت سے بڑھ کر کوئی کام کرنا، قول یا عمل میں تکلّف کرنا مثلاً ایک شخص کی زبان فصیح نہیں ہے لیکن وہ تکلّفاً فصاحت کرتا ہو۔ یا شریعت نے اگر کسی عبادت میں نرمی رکھی ہو تو اس میں خود سختی اختیار کرنا اور اپنے آپ کو زیادہ عبادت کرنے پر مجبور کرنا۔

حدیث نبوی ﷺ میں مذکور ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللهِ بنِ مَسعودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : هَلَكَ الْمُتَنَطِّعُون قَالَهَا ثَلَاثًا[7]

(تکلّف کرنے والے ہلاک ہوگئے، آپ ﷺ نے تین مرتبہ ایسا فرمایا)

وقال الخطابي:"المتنطّع المتعمّق في الشيء المتكلف للبحث عنه على مذاهب أهل الكلام الداخلين فيما لا يعنيهم، الخائضين فيما لا تبلغه عقولهم"

امام الخطابی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: المتنطّع وہ شخص جو کسی چیز کی بہت گہرائی میں جائے اور علمائے دین کے مذاہب میں ان باتوں کو تلاش کرے، جس سے ان کا کوئی تعلق نہ ہو، اور ان باتوں میں غور و فکر کرے جو ان کے دماغ میں بھی نہ ہو.

3۔ التشدّد: جو سہولت کے مخالف ہے، جیسے حدیث نبوی ﷺ میں مذکور ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، عَنِ النَّبِيِّ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- قَالَ إِنَّ الدِّينَ يُسْرٌ، وَلَنْ يُشَادَّ الدِّينَ أَحَدٌ إِلَّا غَلَبَهُ، فَسَدِّدُوا وَقَارِبُوا، وَأَبْشِرُوا۔[8]

("بے شک دین آسان ہے اور جب بھی دین پر سختی تھوپنے کی کوشش کی جائے گی، تو دین ایسا کرنے والے پر غالب آجائے گا۔ لہذا، عمل کے معاملے میں اعتدال سے کام لو، اگر کامل ترین صورت اپنا نہیں سکتے تو ایسے اعمال کرو جو اس سے قریب تر ہوں، اپنے رب کے پاس ملنے والے ثواب کی خوش خبری قبول کرو،)

قال ابن حجر" وَالْمُشَادَّةُ بِالتَّشْدِيدِ الْمُغَالَبَةُ ... وَالْمَعْنَى: لَا يَتَعَمَّقُ أَحَدٌ فِي الْأَعْمَالِ الدِّينِيَّةِ وَيَتْرُكُ الرِّفْقَ إِلَّا عَجَزَ وَانْقَطَعَ فَيُغْلَبُ

ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مشادّہ مبالغہ کو کہتے ہیں، اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص دینی کاموں میں گہرائی سے غور و فکر نہ کرے اور نرمی کو ترک نہ کرے، یہاں تک کہ وہ عاجز ہو جائے تب وہ مغلوب ہو جائے گا۔

4۔ التعنّت: اس کے معنی بھی سختی کے ہیں۔ اس کا ذکر جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ نے فرمایا۔قال ﷺ إِنَّ اللَّهَ لَمْ يَبْعَثْنِي مُعَنِّتًا وَلَا مُتَعَنِّتًا وَلَكِنْ بَعَثَنِي مُعَلِّمًا مُيَسِّرًا[9]

اللہ تعالیٰ نے مجھے سختی کرنے والا اور لوگوں کے لئے مشکلات ڈھونڈنے والا بنا کر نہیں بھیجا، بلکہ اللہ نے مجھے تعلیم دینے والا اور آسانی کرنے والا بنا کر بھیجا ہے۔

5۔العنف: یہ سختی کے معنی میں اور نرمی کے ضد ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سختی سے منع فرمایا اور نرمی کا حکم دیا۔ عن عائشة زوج النبي صلى الله عليه وسلم، ان رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال: يا عائشة: " إن الله رفيق يحب الرفق، ويعطي على الرفق ما لا يعطي على العنف، وما لا يعطي على ما سواه[10]."

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "عائشہ! اللہ تعالیٰ نرمی کرنے والا اور نرمی کو پسند فرماتا ہے اور نرمی کی بنا پر وہ کچھ عطا فرماتا ہے جو درشت مزاجی کی بنا پر عطا نہیں فرماتا، وہ اس کے علاوہ کسی بھی اور بات پر اتنا عطا نہیں فرماتا۔")

غلو فی الدین کی تاریخ:

انتہا پسندی انسانوں میں قدیم ہے، زمین پر جو پہلا شرک ہوا وہ صالحین کے حوالے سے شدت پسندی کی وجہ سے ہوا۔ جہاں وہ اپنی محبت میں انتہا کو پہنچ گئے اور ان کی یاد میں مجسمے بنائے اور پھر ان کی عبادت کی، ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان (وَقَالُوا لَا تَذَرُنَّ آلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَلَا سُوَاعًا وَلَا يَغُوثَ وَيَعُوقَ وَنَسْرًا) کی تشریح میں کہا کہ نوح علیہ السلام کی قوم میں سے نیک لوگوں کے نام جب وہ ہلاک ہوگئے تو شیطان نے ان کی قوم میں الہام کیا کہ ان کو اپنی مجلسوں میں نصب کرنا جہاں وہ یادگاروں کے طور پر بیٹھتے تھے اور اس کو اپنے ناموں سے پکارتے تھے اور انہوں نے ایسا کیا اور اس کی عبادت نہیں کی گئی، یہاں تک کہ جب وہ لوگ دنیا سے چلے گئے تو بعد والوں نے ان کی عبادت کی۔

پھر قوم نوح کے بعد قوموں میں انتہا پسندی پیدا ہوئی، لیکن بنی اسرائیل میں اس میں اضافہ ہوا اور پھیل گیا، اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا{قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ}[11]، وقال:{يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ}[12]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دور میں ظاہر ہونے والے انتہاء پسند رویے کے بارے میں جو کچھ دیکھا، اس پر توجہ دی، اور اپنے صحابہ کرام کو شدت پسندی کے خلاف سخت ترین الفاظ میں متنبہ کیا، اور سنت پر عمل کرنے کی رہنمائی کی۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں بیان کیا گیا ہے کہ تین اشخاص نبی ﷺ کی عبادت کے متعلق پوچھنے کے لیے نبی ﷺ کی ازواج مطہرات کے پاس آئے، جب انہیں اس کے متعلق بتایا گیا، تو گویا انہوں نے اسے کم محسوس کیا، چنانچہ انہوں نے کہا: ہماری نبی ﷺ سے کیا نسبت؟ اللہ نے تو ان کی اگلی پچھلی تمام خطائیں معاف فرما دی ہیں، ان میں سے ایک نے کہا: میں تو ہمیشہ ساری رات نماز پڑھوں گا۔ دوسرے نے کہا: میں دن کے

وقت ہمیشہ روزہ رکھوں گا اور افطار نہیں کروں گا اور تیسرے نے کہا: میں عورتوں سے اجتناب کروں گا اور میں کبھی شادی نہیں کروں گا۔ نبی ﷺ ان کے پاس آئے اور پوچھا: تم وہ لوگ ہو جنہوں نے اس طرح، اس طرح کہا ہے، اللہ کی قسم! میں تم سے زیادہ اللہ سے ڈرتا ہوں اور تم سے زیادہ تقویٰ رکھتا ہوں، لیکن میں روزہ بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں، رات کو نماز پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور میں عورتوں سے شادی بھی کرتا ہوں، پس جو شخص میری سنت سے اعراض کرے وہ مجھ سے نہیں۔"[13]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ایسے فرقے وجود میں آئے جو دین میں مبالغہ آرائی کرتے تھے، اور خارجی وہ پہلا فرقہ تھا جس سے تکفیر میں شدت پسندی پیدا ہوئی، جس کا دائرہ عقیدہ، قانونی پالیسی اور حکومت کے مختلف مسائل تک پھیلا۔ جنونیت پر مبنی شیعہ مذہب حضرت علی رضی اللہ اور ان کے خاندان میں ظاہر ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب ان کا مقابلہ کرتے، ان کے راستے کی باطل ہونے کی نشاندہی کرتے، ان کے راستے پر چلنے کے نتائج سے خبردار کرتے اور لوگوں کو صحیح، درمیانی راستہ کی طرف رہنمائی کرتے، اس کے چودہ صدیوں بعد لوگوں نے دین میں غلو کیا اور دین میں بہت سی اور چیزوں کا اضافہ کیا۔ جس کے چند صورتیں اور اسباب درج ذیل ہیں:

غلو فی الدین کی مختلف صورتیں:

مذہب میں انتہا پسندی کی بہت سی صورتیں ہیں جو مذہب کے تمام پہلوؤں کو شامل کرتی ہیں۔

1۔ کسی انسان کی ذات میں مبالغہ آرائی:

کسی بھی انسان میں مبالغہ آرائی اس حد تک ہو کہ اس کو انسانیت کے مرتبے سے ہی بلند تصور کریں، خواہ وہ نبی ہو، صالح انسان، شیخ یا کوئی اور، یہ دعویٰ کریں کہ وہ غیب کی باتیں جانتا ہے، یا یہ کہ وہ غیب کی کسی چیز پر اختیار رکھتا ہے۔ اس کی قبر پر جا کر ان سے دعا مانگنا، اس کے نام کی قسم اٹھانا وغیرہ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں مبالغہ آرائی سے خبردار کیا اور فرمایا: (میری اس طرح خوش آمد نہ کرو جیسا کہ عیسائیوں نے ابن مریم کی تعظیم اور خوش آمد کی، کیونکہ میں تو صرف اس کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔

2۔ کسی انسان کی تعریف میں مبالغہ آرائی:

اس میں کسی بھی انسان کی تعریف اس مبالغہ آرائی سے کرنا کہ اس انسان میں وہ صفت موجود ہی نہ ہو۔ مثلاً اپنے لیڈروں کے قول و فعل کی اس قدر تعظیم کرنا کہ انہیں شریعت کے خلاف بھی دلیل بنانا، اور شریعت کی بجائے ان کے اقوال کو ترجیح دینا۔

لہٰذا ہمارے لیے یہ مشروع کیا گیا ہے کہ کسی شخص کی تعریف کرتے وقت شرعی شرائط پر عمل کیا جائے، جیسے کسی کے بارے میں اس طرح کہنا کہ ہمارے خیال میں یہ شخص ایسا ہے باقی اللہ اس کے بارے میں بہتر جانتا ہے وغیرہ۔ اہل حق اور اہل سنت کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی کی پیروی نہیں کی جا سکتی صرف وہ ہی ہے جس کی ہر بات پر ایمان لایا جائے اور ہر چیز میں اس کی اطاعت کی جائے۔

3۔ کسی انسان کی مذمت میں مبالغہ آرائی:

اس میں کسی بھی انسان کی مذمت میں اس قدر مبالغہ آرائی کرنا کہ اس پر سبُ وشتم (برا بھلا) کرنا، اس پر لعنت بھیجنے کے علاوہ ایسے الزامات لگانا جو اس میں نہیں ہے۔ قرآن کریم ہمیں مخالفین کے ساتھ انصاف کرنے کا حکم دیا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: " (وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا ۭاِعْدِلُوْا ۣ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى)[14]

"کسی قوم کی دشمنی کے باعث انصاف کو ہرگز نہ چھوڑو، انصاف کرو کہ یہی بات تقویٰ کے زیادہ نزدیک ہے"۔

4۔ تفسیق اور تکفیری احکام میں مبالغہ آرائی:

اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ کسی بھی معاملے میں شریعت کے اصول وضوابط کو مدنظر رکھے بغیر کسی کے بارے میں فسق یا کفر کی رائے قائم کی جائے اور اہل قبلہ سے اپنی زبان کو جتنا ہوسکے روکنا چاہیے۔

امام غزالی نے "الفتاویٰ" میں کہا ہے کہ: "تکفیر جاہلوں کا کام ہے، اور صرف جاہل ہی تکفیر کرنے میں جلدی کرتے ہیں، اس لیے جہاں تک ہو سکے اس میں احتیاط کرنی چاہیے۔ ان کا مشہور قول ہے کہ "ایک ہزار کافروں کو چھوڑ دینے کی غلطی ایک مسلمان کے خون کا ایک پیالہ بہانے سے کم سنگین ہے۔

5۔ دین کی فرعیات اور سنن میں مبالغہ آرائی:

ان میں مبالغہ آرائی کا مطلب یہ ہے کہ ان کو فرائض اور واجبات کے درجے میں سمجھنا۔ کچھ اعمال کو اللہ تعالیٰ نے فرض قرار دیا ہے جن کا ادا کرنا ضروری ہے ان کے علاوہ کچھ سنن اور مستحبات ہیں جن کو ادا کرنے پر تو اجر ملے گا اور جو اس پر عمل نہ کرے اس پر کوئی گناہ نہیں ہوگا۔ ایک شخص نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ سے اسلام کے بارے میں سوال کیا تو آپ ﷺ نے پانچ نمازیں، رمضان کے روزے، زکوٰۃ اور حج کے بارے میں بتایا، پھر وہ دوبارہ لوٹا اور دریافت کیا: "کیا میرے لیے اس کے علاوہ بھی کچھ ضروری چیزیں ہیں؟" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا، "نہیں" لیکن اگر آپ اپنی مرضی سے اور عبادات کریں۔ پس وہ شخص دوبارہ لوٹا اور کہنے لگا، "اللہ کی قسم میں اس میں کسی چیز کا اضافہ کروں گا اور نہ ہی کوئی کمی کروں گا۔ اس پر اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" اگر وہ سچا ہے تو کامیاب ہو جائے گا۔ متفق علیہ۔

6۔عبادات کی ادائیگی میں مبالغہ آرائی:

اس کا مطلب یہ ہے کہ عبادات میں اس قدر مبالغہ آرائی اور اضافہ کرنا اور ایسے طریقے سے انجام دینا جس کا شریعت میں حکم نہ دیا ہو، جیسے طہارت میں مبالغہ کرنا، وضو کرنا، نماز کی ارکان کی ادائیگی میں، اور قرآن کی تلاوت میں ایک خاص قرائت کرنے پر مبالغہ کرنا شامل ہے۔ کیوں کہ عبادات کی انجام دہی میں ایسی زیادتی جن کا شریعت میں ذکر نہیں ہے تو یہ دین میں تجدید اور غلو کے مترادف ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے ہمارے اس دین میں کوئی ایسی نئی بات ایجاد کی، جو اس میں سے نہ ہو، وہ مردود ہے۔ اسی طرح حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ: ہر وہ عبادت جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے نہیں کی ہو تو آپ بھی اس عبادت کو نہ کریں۔

7۔مباحات کو ترک کر کے اپنے نفس پر سختی کرنا:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کے متعلق فرمایا جو اپنے آپ کو دنیا کی کچھ جائز لذتوں سے روکنا چاہتے تھے۔ "خدا کی قسم، میں سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا ہوں، تم میں سب سے زیادہ پرہیز گار ہوں لیکن میں روزہ رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں اور رات کو اٹھ کر نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور میں عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں، پس جو میری سنت سے انحراف کرے گا وہ مجھ میں سے نہیں ہے، یعنی میرے پیروکاروں میں سے نہیں ہے۔"

8۔اپنی رائے اور عقل کو شریعت پر مقدم کرنا:

اپنی رائے اور استدلال کو اہمیت دینا اور اسے شریعت پر ترجیح دینا۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے دین میں تحریف کرنا ہے۔ ایک مسلمان کا فرض ہے کہ وہ خدا اور اس کے رسول کی باتوں کے سامنے سر تسلیم خم کرے اور اپنی رائے اور عقل کو ان کے تابع کرے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے، (وَمَا كَانَ لِمُؤمِنٍ وَّلَا مُؤمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُولُهٗ اَمرًا اَن يَّكُونَ لَهُمُ الخِيَرَةُ مِن اَمرِهِم ۚوَمَن يَّعصِ اللّٰهَ وَرَسُولَهٗ فَقَد ضَلَّ ضَلٰلًامُّبِينًا)۔15

"اور نہ کسی مومن مرد اور نہ کسی مومن عورت کے لیے یہ جائز ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی کام کا فیصلہ فرمادیں تو ان کے لیے اپنے اس کام میں کوئی اختیار ہو' اور جس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی تو بیشک وہ کھلی گمراہی میں مبتلا ہو گیا"۔

امام شافعی رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ "ہر وہ چیز جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے خلاف ہو، ناکام ہو جائے گی، اور آپ ﷺ کے قول کے ساتھ کوئی رائے یا قیاس کا تقابل نہیں کیا جاسکتا"۔

غلو کے اسباب:

اہل علم نے غلو کے پانچ بنیادی اسباب بیان کئے ہیں۔

1۔ دین سے لاعلمی:۔

مثلاً ادلّہ شرعیہ سے ہٹ کر کسی معاملے میں اجتہاد کرنا، یا کسی ایسے شخص کا کسی معاملے میں اجتہاد کرنا کہ وہ اس کی صلاحیت ہی نہ رکھتا ہو۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے،(يَاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ وَ لَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ)[16] ترجمہ: اے کتاب والو! اپنے دین میں حد سے نہ بڑھو اور اللہ پر سچ کے سوا کوئی بات نہ کہو۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں دین میں غلو کی ممانعت اور بغیر علم کے خدا کے بارے میں بات کرنے کی ممانعت کو یکجا کیا۔

ایک اور مقام پر اللہ کے رسول ﷺ نے خوارج کے بارے میں فرمایا،" وہ قرآن کی تلاوت کرتے ہیں لیکن قرآن ان کے حلق سے اندر نہیں جاتا۔" یعنی وہ قرآن پڑھنے اور تلاوت کرنے میں لگ جاتے ہیں جب کہ وہ اسے نہیں سمجھتے اور اس کے معانی اور مقاصد کو نہیں جانتے۔ اس جہالت کا ایک مظہر یہ ہے کہ وہ قرآن کی آیات کے معانی کو نہیں سمجھتے۔ اور قرآن سے ناواقفیت کی وجہ سے انہوں نے آیت قرآنی میں وعید کا عمومی معنی مراد لیا اور کہا کہ جہنم میں ہمیشہ رہنے کے لیے ایک نافرمانی کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے،(وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ (النساء:14)، تو وہ اپنی لاعلمی کی وجہ سے اس قابل نہیں تھے کہ وعدے اور وعید کے دلائل کو جمع کر سکیں۔

2۔ علماء سے دوری، اور ان سے سیکھنا ترک کرنا اور ان کو نظر انداز کرنا:

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ "لوگ اس وقت تک خیر پر رہیں گے جب تک وہ اپنے بڑوں سے، امانتدار لوگوں سے اور اپنے علماء سے علم حاصل کرتے رہیں گے۔ پس جب وہ اپنے چھوٹے اور برے لوگوں سے علم حاصل کریں گے تو وہ ہلاک ہو جائیں گے۔(الفقہی والتفقہ لخطیب بغدادی 2/155)

ابن المبارک فرماتے ہیں کہ: اصاغر سے مراد اہل بدعت ہیں۔ اسی طرح ایک اور مقام پر نبی کریم ﷺ نے علماء کو کم تر سمجھنے سے خبردار کرتے ہوئے فرمایا،(ليس من امتي من لم يجل كبيرنا، ويرحم صغيرنا، ويعرف لعالمنا حقه) یعنی وہ شخص میری امت میں سے نہیں ہے جو ہمارے بڑوں کی عزت چھوٹوں پر شفقت اور عالم کا مقام نہ پہچانے۔

3۔ خواہشات نفس کی پیروی کرنا:

اگر انسان نفس کی خواہشات کے مطابق چلتا ہو اور اپنی ہر رائے کا دفاع کرتا ہو اور اس سے اختلاف کرنے والوں کو دشمن سمجھتا ہو۔ اور حق کی دلیل کے باوجود اس کی طرف لوٹنے سے انکار کر دیتا ہے اسی پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد

ہے۔(قُلْ يَا أَهْلَ الكتاب لا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ غَيْرَ الحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوا أَهْوَاءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوا مِن قَبْلُ وَأَضَلُّوا كَثِيراً وَضَلُّوا عَن سَوَاء السبيل)

ترجمہ: آپ فرما دیجئے، اے کتاب والو! اپنے دین میں ناحق غلو (زیادتی) نہ کرو اور ان لوگوں کی خواہشات پر نہ چلو جو پہلے خود بھی گمراہ ہو چکے ہیں اور بہت سے دوسرے لوگوں کو بھی گمراہ کر چکے ہیں اور سیدھی راہ سے بھٹک چکے ہیں۔ خواہشات کے پیروکار غلو میں مبتلا ہو جاتا ہے جیسے کسی کی تعظیم اور مخالفت میں حد سے بڑھ جاتا ہے۔

4۔ صبر اور حکمت کی کمی:

یہ ایک شخص کو اپنے آپ یا معاشرے کے ساتھ سختی اور ظالمانہ سلوک کرنے پر مجبور کرتا ہے۔ اس لیے اسلام لوگوں کے ساتھ نرمی برتنے کی ترغیب دیتا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: " اور اگر تند مزاج سخت دل ہوتے تو وہ ضرور تمہارے گرد سے پریشان ہو جاتے۔" اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد القیس کے سردار کے متعلق فرمایا تھا کہ "در حقیقت، آپ میں دو خصلتیں ہیں جو اللہ کو پسند ہیں؛ تحمل اور بردباری۔

6۔ فقر اور ناامیدی:

یہ غلو اور انحراف کی سب سے اہم وجوہات میں سے ایک ہے۔ جب لوگ احساس محرومی کی زندگی گزارتے ہیں، اور ان کو ایسی کوئی چیز نظر نہیں آتی جو ان کے حالات میں بہتری لا سکتی ہو، تو ان کے خیالات میں شدت اور غلو پیدا ہوتا ہے۔ خاص طور پر ان معاشروں میں جو طبقاتی اور امتیازی سلوک کا شکار ہیں اور جہاں امیر غریبوں پر غلبہ رکھتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غربت سے پناہ مانگتے تھے، حدیث میں آتا ہے: "اے اللہ میں کفر اور غربت سے تیری پناہ مانگتا ہوں"۔ اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے اسے کفر اور غربت سے خدا کی پناہ مانگی ہے کیونکہ یہ انتہا پسندی کی طرف لے جا سکتا ہے۔

غلو کی اقسام:

1۔ غلو اعتقادی: یہ سب سے خطرناک اور متشدد قسم ہیں اس کی چند صورتیں ہیں۔

1۔ اللہ تعالیٰ کے ناموں، صفات اور نشانیوں میں الحاد کے ذریعے غلط عقائد۔

2۔ انبیاء اور صالحین کے بارے میں مبالغہ آرائی: ان کے لیے خدا کی کسی صفت کا دعویٰ کرنا، ان سے مدد طلب کرنا، ان سے دعا کرنا اور ان سے برکت حاصل کرنا۔

3۔ یہ عقیدہ رکھنا کہ حق پر صرف ایک شخص یا گروہ ہے، اور ان کے قول و فعل کی تعظیم کرنا، اور ان کو شریعت کے مطابق سمجھنا اور اس کو دوسروں پر ترجیح دینا ہے۔

4۔ مسلمانوں کو ناحق کافر قرار دینے میں غلو کرنا اور ان کے خون اور مال کو مباح سمجھنا۔ان کی خصوصیت یہ ہے کہ جیسے رسول اللہ ﷺ کے فرمان میں ہیں۔(يقتلون اهل الإسلام ويدعون اهل الاوثان لئن ادركتهم لاقتلنهم قتل عاد.")وہ اہل اسلام کو کافر کہہ کر قتل کریں اور بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے اگر میں نے ان کا دور پایا تو انہیں قوم عاد کی طرح نیست و نابود کر دوں گا۔

5۔ بے حیائی اور تخلیق میں مبالغہ آرائی، اور خلاف ورزی کرنے والے کی مذمت کرنا۔

2۔غلو عملی:

1۔ نصوص کے معانی کو گہرائی میں تلاش کرنے کی کوشش کرنا۔

2۔ شریعت کے احکامات کو لاگو کرنے میں سختی کرنا اور رعایت نہ لینا، جیسے فتوی دینے میں سختی کرنا اور لوگوں کو متنفر کرنا۔

3۔ دین میں اختراع کرنا اور ایسی چیزیں پیدا کرنا جو اس کا حصہ نہیں ہیں۔

4۔ مقررہ حد سے زیادہ عبادت، جیسے (صیام الدھر) عمر بھر روزے رکھنا، یا سنتوں کو واجب سمجھ کر اس کی پابندی کرنا۔

5۔ اپنے اوپر بے جا سختی اختیار کرنا اور سہولت کو ترک کرنا، یا مباح امور سے روکنا۔

سامی مذاہب:

سامی مذاہب سے مراد وہ مذاہب ہیں جو سام بن نوح کی اولاد سے نکلے ہوں انہیں الہامی مذاہب بھی کہتے ہیں۔انہیں الہامی مذاہب کہنے کی وجہ یہ ہے کہ ان تینوں مذاہب کی بنیاد الہام الٰہی یا وحی الٰہی پر ہے۔یہودیت، مسیحیت اور اسلام اہم بڑے سامی مذاہب ہیں اور ان تینوں مذاہب میں غلو فی الدین کے حوالے سے مطالعہ کیا جائے گا۔

یہودیت:

حضرت یعقوب کے بارہ بیٹے تھے جن میں سے ایک کا نام" یہوداہ "تھا۔یہودی" عبرانی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی "یہودا کے قبیلہ سے" کے ہیں۔یہودیت کا شمار دنیا کے قدیم ترین مذاہب میں ہوتا ہے جس کی تاریخ تقریباً 1500 سے 2000 سال قبل مسیح بیان کی جاتی ہے۔تاریخی اعتبار سے اسے الہامی مذاہب میں سب سے قدیم مذہب مانا جاتا ہے۔عصر حاضر میں یہودیوں کی کل تعداد تقریباً 14.7 ملین ہے۔

عیسائیت / مسیحیت:

وہ شخص جو ابراہیمی، توحیدی اور یسوع مسیح کی زندگی اور تعلیمات پر مبنی مذہب کی پیروی کرتا ہے۔لفظ "مسیحی" یسوع کے مکمل نام یسوع مسیح کے " مسیح "سے ماخوذ ہے اور یہ مسیح + ی کا مرکب ہے۔مسیحیوں کو اہل اسلام یسوع کے اسلامی نام عیسیٰ کی نسبت "عیسائی" کہتے ہیں۔حالانکہ عیسی علیہ السلام پر ہر ایمان رکھنے والا ہر انسان عیسائی کہلانا

چاہیے۔ مگر مسیحی خود کو عیسائی کہلانا معیوب سمجھتے ہیں۔ مسیحی یسوع کو تثلیث کا ایک لازمی جز قرار دیتے ہیں اور مسیحیت میں ان کی تعظیم خدا کے روحانی بیٹے کے طور پر کی جاتی ہے اور مسیحیت میں یسوع کو خدائی درجہ حاصل ہے۔ کاتھولک مسیحی اور راسخ العقیدہ مسیحی دونوں کا یہ عقیدہ ہے کہ وہ خدا کے بیٹے ہیں۔

اسلام:

لفظ اسلام لغوی اعتبار سے سلم سے ماخوذ ہے، جس کے معنی اطاعت اور امن، دونوں کے ہوتے ہیں۔ اسلام ایک توحیدی مذہب ہے جو اللہ کی طرف سے حضرت محمد ﷺ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے انسانوں تک پہنچائی گئی آخری الہامی کتاب قرآن مجید کی تعلیمات پر قائم ہے۔یعنی دنیاوی اور دینی اعتبار سے مسلم نظریے کے مطابق گذشتہ ادیان کی اصلاح کا آغاز، 610ء تا 632ء تک 23 سال پر محیط عرصے میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اللہ کی طرف سے اترنے والے الہام قرآن سے ہوتا ہے۔ اسلام عیسائیت کے بعد دنیا کا دوسرا سب سے بڑا مذہب ہے، [5]جس کے پیروکاروں کا تخمینہ تعداد 1.9 بلین افراد ،یا زمین کی آبادی کا تقریباً ایک چوتھائی ہے۔

یہودیت میں غلو فی الدین کی مثالیں:

1۔ مثلا یہود نے حضرت عزیر علیہ السلام کو خدا کا بیٹا قرار دیا۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے ،

(وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ ابْنُ اللهِ)[17]

"اور یہود کہتے ہیں کہ عزیر اللہ کا بیٹا ہے۔"

2۔ اسی طرح یہودی غلو میں مزید آگے بڑھے اور خود کو خدا تعالی کے بیٹے قرار دیا۔ ارشاد ربانی ہے ،

(وَقَالَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى نَحْنُ أَبْنَاءُ اللَّهِ وَأَحِبَّاؤُهُ)[18]

"اور یہود اور نصاریٰ کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے پیارے ہیں۔"

3۔ اسی طرح یہود و نصاری ایک دوسرے کے اس قدر خلاف ہوئے کہ ایک دوسرے کی نفی کرنے لگے۔

قرآن کریم میں ارشاد ہے،

(وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ لَيْسَتِ النَّصٰرٰى عَلٰى شَيْءٍ)[19]

"اور یہود کہتے ہیں کہ نصاریٰ ٹھیک راہ پر نہیں"

4۔۔ اپنی مرضی ومشیئت کے مطابق قرآن کریم کی تفسیر بیان کرتے تھے، جیسے اللہ کا ارشاد ہے،

(يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ مِنْ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ)[20]

" صحیح باتوں کو ان کے مقامات میں ثابت ہونے کے بعد بدل دیتے ہیں"

عیسائیت میں غلو فی الدین کی مثالیں:

1۔ نصاری نے حضرت عیسیٰؑ کو خدا کا بیٹا قرار دیا۔ قرآن کریم میں ہے ،

(وَقَالَتِ النَّصٰرٰی الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ)[21]

"اور عیسائی کہتے ہیں مسیح اللہ کا بیٹا ہے۔"

2۔ اسی طرح عیسائی غلو میں مزید آگے بڑھے اور خود کو خدا تعالیٰ کے بیٹے قرار دیا۔ ارشاد ربانی ہے ،

(وَقَالَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى نَحْنُ أَبْنَاءُ اللَّهِ وَأَحِبَّاؤُهُ)[22]

"اور یہود اور نصاریٰ کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے پیارے ہیں۔"

3۔ اسی طرح یہود و نصاری ایک دوسرے کے اس قدر خلاف ہوئے کہ ایک دوسرے کی نفی کرنے لگے۔

قرآن کریم میں ارشاد ہے،

(وَّقَالَتِ النَّصٰرٰی لَيْسَتِ الْيَهُوْدُ عَلٰي شَيْءٍ)[23]

"اور نصاریٰ کہتے ہیں کہ یہود ٹھیک راہ پر نہیں"

4۔(لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ)[24]

" تحقیق ان لوگوں نے کفر کیا یہ کہتے ہوئے کہ بے شک عیسیٰ بن مریم ہی خدا ہے"

5۔(لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ)[25]

" تحقیق ان لوگوں نے کفر کیا یہ کہتے ہوئے کہ خدا تین میں سے تیسرا ہے"

6۔ اپنی مرضی و مشیئت کے مطابق قرآن کریم کی تفسیر بیان کرتے تھے، جیسے اللہ کا ارشاد ہے،

(يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ مِنْ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ)[26]

" صحیح باتوں کو ان کے مقامات میں ثابت ہونے کے بعد بدل دیتے ہیں"

غلو فی الدین کے حوالے سے اسلام کی تعلیمات:

اسلام میں "غلو فی الدین" کی سخت ممانعت ہے اور قرآنِ کریم و حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں اس کے دلائل موجود ہیں۔ یہاں چند دلیلیں ذکر کی جاتی ہیں۔ سب سے پہلے قرآنِ کریم سے اور اس کے بعد احادیث رسول سے چند دلائل کا ذکر کیا جائے گا۔

1۔ یہود نے حضرت عزیرؑ کو اور نصاری نے حضرت عیسیؑ کو خدا کا بیٹا قرار دیا۔

قرآن کریم میں ہے۔۔(وقالت الیهود عزیر ابن الله وقالت النصاری المسیح ابن الله[27])

یہ حد سے بڑی ہوئی بات تھی اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ يُضَاهِئُوْنَ قَوْلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ)

"یہ ان کی منھ کی باتیں ہیں وہ کافروں کی سی باتیں بنانے لگے ہیں جو ان سے پہلے گزرے ہیں اللہ انھیں ہلاک کرے یہ کدھر الٹے جارہے ہیں۔"

2۔اسی طرح یہود ونصاری غلو میں مزید آگے بڑھے اور خود کو خدا تعالی کے بیٹے قرار دیا۔ارشاد ربانی ہے،

(وَقَالَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى نَحْنُ أَبْنَاءُ اللَّهِ وَأَحِبَّاؤُهُ)[28]

یہ بھی ایک حد سے بڑھی ہوئی بات تھی چنانچہ اللہ تعالی نے ان کی اس بات کی تردید کرتے ہوئے استفہامیہ انداز میں فرمایا:

(قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوبِكُمْ بَلْ أَنْتُمْ بَشَرٌ مِمَّنْ خَلَقَ يَغْفِرُ لِمَنْ يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَإِلَيْهِ الْمَصِيرُ)

"کہہ دو پھر تمھارے گناہوں کے باعث وہ تمھیں کیوں عذاب دیتاہے بلکہ تم بھی اور مخلوقات کی طرح ایک آدمی ہو جسے چاہے بخش دے اور جسے چاہے سزا دے اور آسمانوں اور زمین اور ان دونوں کے درمیان کی سلطنت اللہ ہی کے لیے ہے اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔"

چونکہ یہود کی یہ باتیں انتہا پسندی پر مبنی تھیں اس لیے اللہ تعالی نے یہود ونصاریٰ کی تردید کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو تو پھر تمھاری نافرمانیوں اور گناہوں کے باعث اللہ تمھیں عذاب کیوں دیتا ہے ؟ سوچنے کا مقام ہے۔

3۔پھر ایک ایسا وقت آیا کہ یہود ونصاری ایک دوسرے کے اس قدر خلاف ہوئے کہ ایک دوسرے کی نفی کرنے لگے۔ قرآن کریم میں ہے:

(وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ لَيْسَتِ النَّصٰرٰى عَلٰي شَيْءٍ ۠ وَّقَالَتِ النَّصٰرٰى لَيْسَتِ الْيَهُوْدُ عَلٰي شَيْءٍ ۙ)

یہ بھی یہود ونصاریٰ کی انتہا پسندی کی واضح مثال ہے کہ صرف خود کو راہ حق پر سمجھا اور دوسرے کو راہ حق سے دور قرار دیا۔چنانچہ ان کو غلو سے منع کیا گیا۔ارشاد ربانی ہے ،

(يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ)

"اے اہل کتاب تم اپنے دین میں حد سے نہ نکلو۔"

بعض کہتے ہیں یہ آیت نصاریٰ کے بارے میں نازل ہوئی اور حضرت حسن بصری ؒ کہتے ہیں یہود ونصاریٰ دونوں کے بارے میں نازل ہوئی۔

4۔(لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللهَ ہُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ)

اس جملے کا مفہوم واضح ہونے کے لئے ہمیں جاننا چاہئیے کہ عیسائی خدا کے بارے میں بے بنیاد دعوے کرتے ہیں۔

پہلا وہ تین خداؤں کا عقیدہ رکھتے ہیں جسے سورۂ نساء کی آیہ ۱۷۰ میں باطل قرار دیا گیا ہے ،ارشاد باری تعالیٰ ہے،

(لا تقولوا ثلاثة انتهوا خيراً لكم انما الله اله واحد)

"یعنی یہ نہ کہو کہ تین خدا ہیں،اس عقیدے سے باز آجاؤ۔یہی تمہارے حق میں بہتر ہے،معبود تو فقط تنہا خدا ہے"

5۔ (قُلْ يٰٓأَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوْٓا اَهْوَاۗءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ وَأَضَلُّوْا كَثِيْرًا وَّضَلُّوْا عَنْ سَوَاۗءِ السَّبِيْلِ)

اے اہل کتاب !اپنے دین میں ناحق غلو نہ کرو اور نہ ان لوگوں کی پیروی کرو، جو اس سے پہلے گمراہ ہو چکے اور بہت سے لوگوں کو گمراہ کر چکے اور سیدھے راستے سے بھٹک گئے۔

6۔ایک اور جگہ قرآن میں ان ہی الفاظ کے ساتھ غلو کی ممانعت کی گئی ہے، چناں چہ فرمایا:

(يٰٓأَهْلَ الْكِتٰبِ لَاتَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ وَ لَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ إِلَّا الْحَقّ)

اے اہل کتاب!اپنے دین میں غلو نہ کرو اور اللہ پر حق بات کے سوا کچھ نہ کہو۔

ان دونوں آیات میں یہود و نصاریٰ کو دین میں غلو کرنے سے منع کیا گیا ہے؛کیوں کہ یہ دونوں اللہ کی قائم کردہ حدود کو ہمیشہ توڑتے رہے اور دین میں غلو کے ذریعے اپنے دینوں کو بدل دیا تھا؛یہود نے حضرت عزیر علیہ السلام کو خدا کا بیٹا قرار دیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کرے اور جانی دشمن ہوگئے حتی کہ حضرت مریم علیہا السلام پر بہتان باندھ دیا،اور عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا ٹھیرایا۔

7۔ایک اور مقام پر ارشاد ہوا۔

(فَاسْتَقِمْ كَمَآ أُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا إِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ)

آپ کو(راہِ دین پر)جس طرح استقامت کے ساتھ رہنے کا حکم دیا گیا ہے،اسی طرح استقامت سے رہیے اور وہ لوگ بھی استقامت سے رہیں،جو توبہ کر کے آپ کے ساتھ ہیں اور دین کے دائرے سے ذرا بھی نہ نکلو،بلا شبہ وہ اللہ تم سب کے اعمال کو خوب دیکھتا ہے۔

علامہ زمخشری رحمہ اللہ نے اس کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا کہ(آپ جادۂ حق پر اس طرح قائم رہیے، جس طرح آپ کو حکم دیا گیا ہے،اس سے ذرا عدول نہ کیجیے۔اور حضرت مفتی شفیع صاحب فرماتے ہیں کہ ’استقامت“لفظ تو چھوٹا سا ہے؛مگر مفہوم اس کا ایک عظیم الشان وسعت رکھتا ہے؛کیوں کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ انسان اپنے عقائد، عبادات،معاملات،اخلاق،معاشرت،کسبِ معاش اور اس کی آمد و صرف کے تمام ابواب میں اللہ جل شانہ کے قائم کردہ حدود کے اندر اس کے بتلائے ہوئے راستے پر سیدھا چلتا رہے،اس میں سے کسی باب کے کسی عمل اور کسی حال میں کسی ایک طرف جھکاؤ یا کمی زیادتی ہو جائے تو استقامت باقی نہیں رہتی۔“

اور دوسرا لفظ {وَلَا تَطْغَوْا}(دین کے دائرے سے نہ نکلیے) ہے اور یہ سے مشتق ہے "طغیان" کے معنے بھی حد سے باہر نکلنے کے آتے ہیں اور وہ غلو کا ہم معنے ہے۔

اور علامہ زمخشری رحمہ اللہ اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"ولاَ تَخْرُجُوا عَنْ حُدُوْدِ الله۔ یعنی اللہ کے حدود سے نہ نکلو۔ اور حضرت مفتی شفیع صاحب فرماتے ہیں کہ {وَلَا تَطْغَوْا} یہ لفظِ "طغیان" سے بنا ہے، اس کے معنے حد سے نکل جانے کے ہیں، جو ضد ہے "استقامت" کی؛ آیت میں استقامت کا حکم مثبت انداز میں صادر فرمانے پر کفایت نہیں فرمائی؛ بل کہ اس کے منفی پہلو کی ممانعت بھی صراحۃً ذکر کر دی، یعنی عقائد، عبادات، معاملات، اخلاق، وغیرہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی مقرر کردہ حدود سے باہر نہ نکلو کہ یہ ہر فساد اور دینی ودنیوی خرابی کا راستہ ہے۔

8۔ایک اور مقام پر فرمایا:

(وَ لَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُۙ-وَ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ)

اور تم ان لوگوں کی طرف مت جھکو، جنھوں نے ظلم کیا کہ کہیں تم کو دوزخ کی آگ لگ جائے اور اللہ کے سوا کوئی بھی تمہارا دوست نہیں ہے؛ پھر تمھاری مدد نہ کی جائے گی۔

اس آیت کی تفسیر میں حضرت مفتی شبیر احمد عثمانی صاحب فرماتے ہیں کہ جو لوگ ظالم (حد سے نکلنے والے دین میں غلو کرنے والے) ہیں، ان کی طرف تمھارا ذرا سا میلان و جھکاؤ بھی نہ ہو، ان کی موالات و مصاحبت، تعظیم و تکریم، مدح و ثنا، ظاہری تشبہ، اشتراکِ عمل، ہر بات سے حسبِ مقدور محترز رہو؛ مبادا آگ کی لپٹ تم کو نہ لگ جائے، پھر نہ خدا کے سوا تم کو کوئی مدد گار ملے گا اور نہ خدا کی طرف سے کوئی مدد پہنچے گی۔ مذکورہ آیات سے واضح ہو گیا ہے کہ دین کے کسی بھی معاملہ، اور شعبہ میں افراط و تفریط، کمی زیادتی اور غلو سے منع کیا گیا ہے اللہ ہم سب کو حفاظت فرمائیں۔

قرآن کریم کے بعد اب دیکھتے ہیں کہ احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں غلو کے بارے میں کیا کہا گیا ہے؟

1۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ یا ان کے بھائی فضل بن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "يَآ أَيُّهَا النَّاسُ ! إِيَّاكُمْ وَالغُلُوَّ فِيْ الدِّيْنِ ، فَإِنَّهُ أَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبلَكُمْ الغُلُوُّ فِيْ الدِّيْنِ۔ یعنی اے لوگو! تم دین میں غلو کرنے سے بچو؛ کیوں کہ تم سے پہلے لوگوں کو دین میں غلو ہی نے ہلاک کیا تھا۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا": ألا هلک المتنطعون "یعنی خبر دار! غلو کرنے والے ہلاک ہو گئے۔

"شارحِ مسلم" علامہ نووی رحمہ اللہ نے "المنہاج شرح مسلم" میں اور علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے "الدیباج شرح مسلم" میں "متنطعون" کے معنے بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یعنی وہ لوگ جو دینی باتوں اور کاموں میں تعمق و تشدد کرتے، غلو کرتے اور حدود سے آگے بڑھ جاتے ہیں۔

2۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بن مالک سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "لا تُشَدِّدُوْا على أنفسكم ، فيشدد عليكم ، فإن قوماً شددوا على أنفسهم ، فشدد الله عليهم ، فتلك بقاياهم في الصوامع والديار۔"

اپنی جانوں پر سختی نہ کرو کہ تم پر سختی نہ کردی جائے؛ کیوں کہ ایک قوم نے اپنی جانوں پر سختی کی، تو اللہ نے اس پر بھی سختی کردی، پس یہ ان ہی کے بقایا ہیں، جو ان گرجاؤں اور کٹیوں میں ہیں۔

یہ تشدد اسی غلو کی ایک شکل ہے، اس سے ہمارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے سختی سے منع فرمایا اور اس کو یہود و نصاریٰ کے راہبوں کا عمل قرار دیا۔

3۔ اسی طرح ایک حدیث میں ہے کہ فإنما هلك من كان قبلكم بتشد يد هم على أنفسهم۔ یعنی تم سے پہلے لوگوں کی ہلاکت، ان کے اپنے اوپر سختی ہی کی وجہ سے ہوئی ہے۔

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اپنے اوپر اعمالِ شاقہ سے سختی نہ کرو۔ جیسے زندگی بھر روزہ رکھنا، پوری پوری رات عبادت کرنا اور عورتوں سے الگ رہنا وغیرہ۔ جیسا کہ بنی اسرائیل کی ایک قوم نے جب اس طرح کی سختیاں اپنے اوپر لاگو کرلیں تو اللہ نے ان پر یہ پابندیاں لاگو کردیں۔

4۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "إن الدين يسر ، و لن يشاد الدين أحد إلا غلبه، یعنی بلاشبہ دین آسان ہے اور جس نے بھی دین میں تشدد و غلو کیا، تو دین ہی اس پر غالب ہوا۔

اس حدیث میں یہ جو فرمایا: "لن يشاد الدين أحد إلا غلبه" اس کا مطلب علما نے یہ بیان کیا ہے کہ جو شخص دین میں غلو کرتے ہوئے تشدد و سختی اختیار کرے گا، تو دین چوں کہ آسان ہے؛ لہٰذا دین ہی غالب رہے گا اور وہ شخص ہار جائے گا؛ لہٰذا ایسی بے جا سختی و تشدد سے احتراز کرنا چاہیے۔

مذکورہ احادیثِ نبویہ سے یہ معلوم ہوا کہ دین میں غلو کرنا ناجائز ہے اور اس کی سخت ممانعت ہے۔ اللہ پاک ہم سب کو دین میں کمی زیادتی افراط و تفریط اور غلو جیسے سخت جرم کا ارتکاب کرنے محفوظ فرمائیں۔

نتائج تحقیق:

قرآن کریم کی اس مخصوص اصطلاح کے مطالعے کے بعد ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ قرآن کریم میں اس کے لئے کئی الفاظ استعمال ہوئے ہیں لیکن تمام الفاظ سے مراد غلو فی الدین ہیں۔

شریعت محمدی ﷺ کا مطالعے سے یہ معلوم ہوا کہ آج کل کون کون سے طریقے سے غلو فی الدین کیا جاتا ہے یہ بھی سامنے آتا ہے۔

قرآن کریم نے اس کے مقابلے میں اعتدال اور دین کو فطرت کے مطابق رکھا ہے اور یہی محبوب بھی ہے۔اور قرآن کریم نے اس کی تعریف کی ہے۔

تجاویز اور سفارشات:

یہ بات کسی بھی شک وشبہ سے بالاتر ہے کہ "غلو فی الدین" موجودہ زمانے کے مسائل میں سے ایک اہم مسئلہ ہے قران کریم کی اس مخصوص اصطلاح کا کئی طرح سے تحقیقی کام کیا جا سکتا ہے۔مثلاً ایک ایک مذہب کو لے کر اس میں غلو فی الدین کا مطالعہ کرنا اور مذہب کی جزئیات کا بھی ایک ایک کر کے مطالعہ کیا جا سکتا ہے مثلاً عقائد، عبادات اور معاملات میں غلو کے پہلو کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔ قرآن کے علاوہ ان کی اپنی کتب میں غلو کے تصورات اور اس کی مثالوں پر مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔

حوالہ جات

1- ابن دريد، أبو بكر محمد بن الحسن بن دريد الأزدي (ت ٣٢١هـ)، جمهرة اللغة، دار العلم للملايين-بيروت، الطبعة الأولى، ١٩٨٧م، ج-961/2

Ibn Duraid, Abu Bakr Muhammad bin Al-Hasan bin Duraid Al-Azdi (d. 321 AH), Jamharat Al-Lughah, Dar Al-Ilm Lil-Millain - Beirut, first edition, 1987 AD, vol. 2/961

2 ـ الجوهري، أبو نصر إسماعيل بن حماد الجوهري الفارابي (ت ٣٩٣هـ)، الصحاح تاج اللغة وصحاح العربية، ج2448/6

Al-Jawhari, Abu Nasr Ismail bin Hammad Al-Jawhari Al-Farabi (d. 393 AH), Al-Sihah Taj Al-Lughah and Sahih Al-Arabiya, vol. 6/2448.

3ـ الإفريقى ، محمد بن مكرم بن على، أبو الفضل، جمال الدين ابن منظور الأنصاري الرويفعى الإفريقى (ت ٧١١هـ) ، لسان العرب ، دار صادر – بيروت الطبعة: الثالثة - ١٤١٤ هـ،)15/131-132

Al-Ifriqi, Muhammad bin Makram bin Ali, Abu Al-Fadl, Jamal Al-Din Ibn Manzur Al-Ansari Al-Ruwaifi'i Al-Ifriqi (d. 711 AH), Lisan Al-Arab, Dar Sader - Beirut
Edition: Third - 1414 AH, (15/131-132

4۔ابن دريد،أبو بكر محمد بن الحسن بن دريد الأزدي (ت ٣٢١هـ)، جمهرة اللغة،دار العلم للملايين-بيروت،الطبعة الأولى، ١٩٨٧م) 961/2

Ibn Duraid, Abu Bakr Muhammad bin Al-Hasan bin Duraid Al-Azdi (d. 321 AH), Jamharat Al-Lughah, Dar Al-Ilm Lil-Millain - Beirut, first edition, 1987 AD(961/2)

5۔ابن ماجه؛ محمد بن يزيد الربعي القزويني، أبو عبد الله، ابن ماجة ، دار إحياء الكتب العربية ،كتاب الحج،3029۔

Ibn Majah; Muhammad bin Yazid al-Rab'i al-Qazwini, Abu Abdullah, Ibn Majah, Dar Ihya al-Kutub al-Arabiyya, Book of Hajj, 3029.

6۔البخاري،أبو عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري ،الجامع الصحيح المختصر من أمور رسول الله صلى الله عليه وسلم وسننه وأيامه ،دار طوق النجاة،بيروت،الطبعة: الأولى، 1422هـ، حديث نمبر6851

Al-Bukhari, Abu Abdullah Muhammad bin Ismail Al-Bukhari, Al-Jami' Al-sahih, Dar Touq Al-Najat, Beirut, first edition, 1422 AH, Hadith No. 6851

7۔المسلم ،ابو الحسين،مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري (المتوفى: 261ه)،المسند الصحيح المختصر بنقل العدل عن العدل إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم،دار إحياء التراث العربي ، بيروت، حديث نمبر6784

Al-Muslim, Abu Al-Hussein, Muslim bin Al-Hajjaj Al-Qushayri Al-Naysaburi (died: 261), Al-Musnad Al-Sahih, Dar Ihya' Al-Turath Al-Arabi, Beirut, Hadith No. 6784

7۔البخاري،أبو عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري ،الجامع المسند الصحيح المختصر من أمور رسول الله صلى الله عليه وسلم وسننه وأيامه ،دار طوق النجاة،بيروت،الطبعة: الأولى، 1422هـ، باب الدين يسر (1/16)، رقم) :39.

Al-Bukhari, Abu Abdullah Muhammad bin Ismail Al-Bukhari, Al-Jami' Al-Sahih, , Dar Touq Al-Najat, Beirut, first edition, 1422 AH, Chapter :religious is easy(1/16), No.(39)

9 ۔المسلم ،ابو الحسين،مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري (المتوفى: 261ه)،المسند الصحيح المختصر بنقل العدل عن العدل إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم،دار إحياء التراث العربي ، بيروت1478

Al-Muslim, Abu Al-Hussein, Muslim bin Al-Hajjaj Al-Qushayri Al-Naysaburi (died: 261), Al-Musnad Al-Sahih, Dar Ihya' Al-Turath Al-Arabi, Beirut 1478

10 ۔البخاري،أبو عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي،الجامع المسند الصحيح المختصر من أمور رسول الله صلى الله عليه وسلم وسننه وأيامه ،دار طوق النجاة،بيروت،الطبعة: الأولى، 1422هـ، 6927

Al-Bukhari, Abu Abdullah Muhammad bin Ismail Al-Bukhari Al-Jaafi, Al-Jami' Al-Sahih,Dar Touq Al-Najat, Beirut, first edition, 1422 AH, 6927

11 ۔المائدۃ،آیت: 77

Al-Ma'idah, verse: 77

12 ۔النساء،آیت: 171

An-Nisa', verse: 171

13 ۔متفق علیہ ، رواہ البخاری و مسلم،حدیث نمبر: ٥٠٦٣

Narrated by Al-Bukhari and Muslim, Hadith No. 5063.

14 ۔المائدہ،آیت:8

Al-Maedah, verse: 8

15 ۔ احزاب ،آیت:36

Ahzab, verse: 36

16 ۔سورۃ النساء،آیتء: 176

Surah An-Nisa, verse: 176

17۔سورۃ التوبۃ،آیت: 30

Surat Al-Tawbah, verse: 30

18 ۔المائدہ،آیت: 18

Al-Ma'idah, verse: 18

19 ۔البقرہ،آیت: 113

Al-Baqarah, verse: 113

20 ۔المائدہ،آیت: 41

Al-Ma'idah, verse:41

21 ۔التوبہ، آیت: 30

Al toba, verse: 30

22 ۔المائدہ، آیت: 18

Al-Ma'idah, verse:18

23 ۔البقرہ،آیت: 113

Al-Baqarah, verse:113

24 ۔المائدہ،آیت: 72

Al-Ma'idah, verse:72

25 ۔المائدہ،آیت: 73

Al-Ma'idah, verse:73

26 ۔المائدہ،آیت: 41

Al-Ma'idah, verse:41

27 ۔سورۃ التوبۃ،آیت: 30

Al toba, verse:30

28 ۔المائدہ، آیت: 18

Al-Ma'idah, verse:18